اللہ اکبر

پیغام

خ الاسلام، امام المفسرین، رئیس المحدثین حضرت علامہ

بیر احمد عثمانی مدفیوضہ، جانشین حضرت شیخ الہند

ق صدر مہتمم دارالعلوم دیوبند و استاذ عالی و شیخ الحدیث و التفسیر

جامعہ اسلامیہ ڈابھیل، سورت

بنام مؤتمر کل ہند جمعیۃ علماء اسلام کلکتہ

عدہ ۱۸-۱۹-۲۰-۲۱ ذیقعدہ سنہ ۱۳۶۴ھ مطابق ۲۶/۲۷، ۲۸/۲۹ اکتوبر سنہ ۱۹۴۵ء

بمقام محمد علی پارک کلکتہ

ہاشمی بک ڈپو۔ لاہور

اسلام کا دو قوموں کا نظریہ، اسلامی قومیت

بحر ناپیدا کنار، مسلم لیگ اور پاکستان پر مجتہدانہ تبص

۱۔ ”سب سے زیادہ اشتعال انگیز جھوٹ یہ ہے کہ دس کروڑ مسلمانان
کی مستقل قومیت کا انکار کر دیا جائے۔“

۲۔ ”میں زمانۂ دراز کے غور کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں
مسلمانوں کو حصولِ پاکستان کی خاطر مسلم لیگ کی تائ
و حمایت کرنی چاہیئے۔“

۳۔ ”اگر اس وقت مسلم لیگ ناکامیاب ہو گئی تو شاید
مدت دراز تک مسلمانوں کو اس ملک میں پنپنے کا مو
نہیں ملے گا۔“

۴۔ اس لئے وقت کی ضرورت یہ ہے کہ مسل
مسلم لیگ کے بازو مضبوط کریں۔“

۵۔ ”مسٹر محمد علی جناح سیاست حاضرہ کے داؤ

سے مسلمانوں میں سب سے زیادہ واقف ہے"

ز" پھر وہ نہ کسی قیمت پر خریدا جا سکتا ہے اور نہ کسی
ؤ کے سامنے سر جھکا سکتا ہے"

ر" الیکشن کے متعلق حضرت علامہ شبیر احمدؒ
نی کا تازہ بیان"

ز" مسلم لیگ کی تائید میں آل انڈیا جمعیتہ علمائ
ام کانفرنس کی چند اہم تجاویز"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

آج ہم بصد شکر و امتنان شیخ الاسلام حضرت علام
شبیر احمد عثمانی مدظلہ العالی جانشین حضرت شیخ الہند کا وہ ایما
افروز پیغام اور مکتوبات گرامی شائع کرتے ہیں جو ملت
اسلامیہ ہند کے لیئے تحریک استقلال کی تاریخ میں ایک
باب فتح و کامرانی کے عنوان زریں کی حیثیت رکھتے ہی
حضرت علامہ موصوف بہ نفس نفیس آل انڈیا جمعیتہ عل
اسلام کانفرنس میں شرکت کے آرزومند تھے، کیونکہ دفا
دین و ملت سے متعلق احساس فرض نے آپ کو بے چی
و مضطرب کر کے گوشۂ عزلت سے نکلنے پر مجبور کر دیا
لیکن حضرت علامہ ایک عرصہ سے سخت علیل ہیں اور
پہلے سے اب رو بصحت ہیں۔ تاہم ایام اجلاس (ادا

توبر ۱۹۴۵ء) میں طویل سفر کا تحمل نہیں فرما سکتے تھے۔
بریں حضرت علامہ مدظلہ نے اپنے ایک نمایندہ خصوصی
ضرت مولانا ظہور احمد سابق استاذ دارالعلوم دیوبند کو خاص
دپر اپنی طرف سے آل انڈیا جمعیۃ علماء اسلام کانفرنس
ں شرکت کے لئے بھیجا۔ یہ نمایندہ خصوصی دیوبند سے
ر اکتوبر ۱۹۴۵ء کو سہ پہر کے وقت کلکتہ پہونچے اور اُسی
ب کو یہ پیغام حضرت مولانا متین صاحب فاضل دیوبند
لیب انبالہ چھاؤنی (برادر حضرت علامہ شبیر احمد صاحب
نی مدظلہ) نے نہایت بلند صاف اور دلنشین آواز میں پڑھ
سنایا۔ عظیم الشان پنڈال، سارا محمد علی پارک اور اطراف
انب کے علاقے مسلمانوں سے معمور تھے۔ پیغام نے
ب عالم بے خودی پیدا کر دیا۔ عجیب محویت و کیفیت
دل پر طاری ہوگئی، بار بار نعرہ ہائے تکبیر و علامہ
ر احمد عثمانی زندہ باد بلند ہوتے رہے۔ اکثر جملوں کو مکرر
ے کی درخواست ہوتی رہی اور تقریباً پون گھنٹہ تک

اجلاس کی کوئی کارروائی نہ ہوسکی، پنڈال کے ہر گوشہ سے لوگ اس کے خیر مقدم کیلئے وفورِ جوش سے اُبلنے رہتے اور اس کے شائع کرنے کے لئے چندہ پیش کرنے لگے۔ ایک صاحب نے بنگلہ ترجمہ و اشاعت کا ذمہ لیا او دوسرے بزرگ نے گجراتی میں۔

میں لاکھوں مسلمانوں کی طرف سے اور کُل ہند جمعی علماء اسلام کانفرنس کی طرف سے حضرت علامہ شبیر اح عثمانی مدظلہٗ کی خدمت میں مخلصانہ تشکریہ عرض کرتا ہوں او دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ملّت کی رہنمائی کے لئے حضرت کو صحت و قوت مرحمت فرمائے۔ آمین۔

احقر

سید محمد قریش (شمسی) غفرلہ، ناظ

کُل ہند جمعیۃ علماء اسلام کلکتہ۔ ۷ نومبر ۴۵ء

بیت الفضل - دیوبند

ضلع سہارنپور - یو - پی -

۷۸۶

بخدمت محترم المقام جناب ناظم صاحب جمعیۃ علماء
سلام کلکتہ دامت مکارمہٗ!

بعد سلام مسنون آنکہ - میں بوجہ معذوری خود
اضر نہ ہو سکا - ایک مختصر پیغام بھیجنے کا خیال ہوا - مگر لکھنے
یٹھا تو بلا ارادہ بہت طویل ہو گیا - صاف کرانے میں دیر
گی - ڈاک سے روانہ ہو سکتا تھا - اس لئے مجبور ہو کر
ہمدست مولانا ظہور احمد صاحب مرسل ہے - مولانا موصوف
خود دیوبند کے فضلا میں سے ہیں - مناسب تو یہ تھا کہ
عوت نامہ اُن کے نام منتقل آتا - مگر یہ نہ ہوا - میں نے
رادہ کیا تھا کہ اگر جاؤں تو اپنے ہمراہ لے جاؤں مگر اذا
ات الشرط فات المشروط - اب دونوں حیثیتوں کا لحاظ

کے بعد غیر متوقع طور پر یکبارگی بارانِ رحمت کا نزول ہو رہا ہے۔ ہم اس پیغام کو درج کرتے ہوئے مسلمانانِ ہند سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ اس کو بار بار پڑھیں دوستوں کو سنائیں۔ اور اس پمفلٹ کو اُس فربی برِ اعظم کے طول و عرض اور شمال و جنوب کے گوشہ گوشہ میں ہر ہر مسلم گھر میں پہنچا کر دم لیں۔

عصرِ جدید کلکتہ مورخہ ۳۰ اکتوبر سنہ ۱۹۴۵ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"میں آپ کی کانفرنس میں شریک نہ ہو سکا اس کا افسوس ہے۔ ہم سب کو معلوم ہے کہ قدیم جمعیتہ العلمائے ہند دہلی بھی اپنے شائع کردہ مقاصد کے لحاظ سے کچھ بری نہ تھی، وہ اپنی خدمات اور قربانیوں کے اعتبار سے اچھی خاصی تاریخ رکھتی ہے۔ جو کچھ اعتراضات کیئے جاتے ہیں وہ اس کے اخیر کے چند سالہ طرز عمل پر ہیں۔

اب ہم کو دیکھنا چاہیئے کہ جدید جمعیتہ علماء اسلام عملی لحاظ سے تجربہ کی کسوٹی پر کتنی کھری ثابت ہوتی ہے۔

جمعیتہ علماء اسلام کا خیر مقدم

بہرحال اگر وہ اپنے اعلانات کے مطابق قرآن و سنت کی روشنی میں صحیح راستہ پر گامزن رہی تو کوئی وجہ نہیں کہ انصاف پسند اور حق پرست علماء اسکے ارادوں میں

بیش از بیش تعاون اور شرکت نہ کریں۔ اسی اُمید کے ساتھ ہم اس کی اصلاحی وارتقائی اولوالعزمیوں کا خیر مقدم کرتے ہیں۔

اسلام کا دو قوموں کا نظریہ

ہندوستان میں جو سیاسی کشمکش اس وقت جاری ہے۔ میرے نزدیک اس سلسلہ میں سب سے زیادہ قابلِ تنفر بلکہ اشتعال انگیز جھوٹ اور سب سے بڑی اہانت آمیز دیدہ دلیری یہ ہے کہ یہاں کے دس کروڑ فرزندانِ اسلام کی مستقل قومیت کا صاف انکار کر دیا جائے۔

میں تسلیم کرتا ہوں کہ غلط یا صحیح طور پر دُنیا میں اقوام کی تقسیم وطن، نسل، زبان اور طرزِ تمدن وغیرہ کے لحاظ سے ہوتی رہی ہے اور اب بھی موجود ہے۔ لیکن خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے دنیا کی جو تعمیر جدید ہوئی اس میں تخلیق کے اعلیٰ ترین مقاصد کے پیشِ نظر،

کے پیدا کیئے ہوئے تمام انسانوں کی باعتبار قومیت کے ایسی ثنائی تقسیم کر دی گئی جس کے احاطہ سے کوئی فرد بشر باہر نہ رہ سکے - اب اسلامی نقطۂ نظر سے گویا روئے زمین پر دو ہی قومیں آباد ہیں - ایک وہ قوم جس نے فاطر ہستی کی صحیح معرفت حاصل کر کے اسکے مکمل اور آخری قانون کو اس کی زمین پر رائج کرنے کا التزام کر لیا ہے، وہ مسلم یا مومن کہلاتی ہے - دوسری جس نے اپنے اوپر ایسا التزام نہیں کیا اسکا شرعی نام کافر ہوا - هُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ فَمِنْکُمْ کَافِرٌ وَّمِنْکُمْ مُّؤْمِنٌ -

یاد رہے کہ ایمان و کفر کی یہ تقسیم حضور سے پہلے بھی تھی - لیکن آپ سے قبل چونکہ ہر نبی کسی مخصوص قوم کی طرف مبعوث ہوتا تھا - اسی لیئے ان کی بعثت سے قومیتوں کے قائم شدہ امتیازات کلیتہً مٹائے نہیں جا سکتے تھے - البتہ رحمتہ اللعالمین اور نذیر العالمین کی بعثت عامہ [illegible] کسی ملک و خاندان یا زبان و مکان سے مقید نہ تھی

ان تمام چھوٹے چھوٹے تشخصات اور محدود امتیازات کی قدر و قیمت گھٹا دی یا ختم کر دی جن کو لوگوں نے اپنے جہل و تنگ نظری سے شرافت و کرامت کا اصلی معیار بنا رکھا تھا۔

اسلامی قومیت کا بحرِ ناپیدا کنار

اسے آپ یوں خیال کیجئے کہ ہمارے ملک میں چھوٹے بڑے دریا، گنگا، جمنا، نربدا، اٹک وغیرہ بجائے خود اپنے اپنے تشخصات کے ساتھ موجود ہیں اور ایک دوسرے سے جداگانہ وجود رکھتے ہیں۔ مگر یہ سب دریا ایک حد پر پہونچ کر اپنی اپنی ہستیوں کو سمندر کی بڑی ہستی میں اس طرح گم کر دیتے ہیں کہ وہاں اُن کا کوئی امتیازی وجود باقی نہیں رہتا۔ ٹھیک اُسی طرح دُنیا میں وطنی، نسلی، [illegible] حرفتی اور تمدنی تقسیم کے اعتبار سے گو سینکڑوں [illegible] سہولت تعارف کے لئے اپنی اپنی جگہ موجود اور [illegible]

پھر بھی یہ محدود قومیتیں اسلامی قومیت کے بڑے سمندر میں گر کر ایک ایسی قوم کی تشکیل میں شامل ہو جاتی ہیں جہاں ان کے وہ سارے امتیازات اور تفرقے ختم ہو جاتے ہیں ؎

چو سلطانِ عزت علم بر کشد   جہاں سر بہ جیبِ عدم در کشد

اسی عالمگیر اسلامی قومیت کا بیان صحیح مسلم کی اس حدیث میں ہے۔ عن ابن عباسؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لَقِیَ رَکباً بِالروحاءِ فَقَالَ مَنِ القوم۔ قَالُوا المُسْلِمُونَ فَقَالُوا مَن اَنتَ قَالَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ صحیح مسلم۔ مصری طبع جدید صفحہ $\frac{99}{9}$

دیکھو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قافلہ سے پوچھا تھا کہ تم کون قوم ہو۔ جواب میں انہوں نے یہ نہ کہا کہ ہم حجازی یا نجدی یا یمنی ہیں یا قریش یا ہذیل یا تمیم یا کچھ اور ہیں۔ اُن [illegible] سے زیادہ قبائلی تعصب و غرور رکھنے والے ملک [illegible] کا جواب صرف یہ تھا کہ ہم مسلمان ہیں۔ حالانکہ اُس

وقت تک انہوں نے حضور کو پہچانا بھی نہ تھا۔ گویا وطنی اور نسلی عصبیت کے سب بت ٹوٹ چکے تھے اور بجز اسلام کے اب کوئی حقیقی قومیت ان کے نزدیک باقی نہ رہی تھی۔ ابو عقبہ فارسی کے قصہ میں جو آپ "وانا الغلام الفارسی" کے نعرہ پر ناخوش ہوئے اور جب اس نے آپ کی تنبیہ کے موافق "وانا الغلام الانصاری" کا نعرہ لگایا تو آپ کو مسرت ہوئی۔ اس کا راز بھی یہی تھا کہ مسلمان کی نظر میں قومیت کی نسبتیں بجائے ملک و وطن کے دین اور کمالاتِ دین پر ہونی چاہیئے۔

متحدہ قومیت کا تخیل باطل اور خلافِ اسلام ہے

اس اساسی نقطۂ نظر سے لامحالہ کل غیر مسلم قومیں دوسری قوم سمجھی جائیں گی اور اب اس چیز کا کوئی امکان ہی باقی نہیں رہتا کہ مسلم اور غیر مسلم دونوں کے امتزاج سے کوئی قومیت متحدہ صحیح معنی میں بن سکے۔

لغوی توسعات سے ہم کو بحث نہیں۔ اسی لیئے وہ معاہدہ جو صحابہ اور یہود مدینہ میں ہوا تھا، اس میں مسلمان اور یہود کے متعلق قوم واحدہ کا لفظ نہیں۔ محض "امۃ واحدہ" کا لفظ استعمال ہوا تو صاحب لسان العرب کو اس پر متنبہ کرنا پڑا کہ یہ اطلاق توسعاً ہے۔ حالانکہ اگر اس کو بالفرض حسبِ زعم بعض فضلار قومیت متحدہ قرار بھی دیا جائے تو اس معاہدہ کی سب سے اہم دفعہ جسے عموماً استدلال کے وقت نظر انداز کیا جاتا رہا ہے، یہ تھی کہ اگر کسی معاملہ میں فریقین (مسلمان اور یہود) کے مابین نزاع ہو گی تو آخری فیصلہ وہ ہو گا۔ جو اللہ اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم صادر فرمائینگے۔ کیا قومیتِ متحدہ کے علمبردار آج کوئی ایسی شرط ماننے یا منوانے کے لیئے تیار ہیں؟

س کروڑ مسلمانانِ ہند ایک مستقل قوم ہیں

ہندوستان میں دس کروڑ مسلمان ایک

مستقل قوم ہیں۔ اس قوم کی وحدت اور شیرازہ بندی کیلئے ضرورت ہے کہ اس کا کوئی مستقل مرکز ہو جہاں سے اس کے قومی محرکات اور عزائم فروغ پاسکیں اور جہاں سے وہ مکمل آزادی اور مادی اقتدار کے ساتھ اپنے خدائی قانون کو بے روک ٹوک نافذ کر سکے بلکہ اس بے مثال قانون عدل وحکمت کا کوئی عملی نمونہ قایم کرکے دنیا کو وہ مشعل ہدایت دکھا سکے۔ جس کی آج ہمیشہ سے زیادہ دنیا کو ضرورت ہے۔

اس نصب العین کا جتنا حصہ جس حد تک ہماری قدرت میں آسکے اور آتا جائے اس سے تغافل برتنا نہیں چاہیے۔

بحالات موجودہ جو اصولِ سیاست دنیا میں رائج ہیں ان کے ماتحت ہم صرف ان صوبوں میں اس مقصد کی کوئی قسط حاصل کرسکتے ہیں۔ جہاں اکثریت مسلمانوں کی ہے۔

پاکستان کا غیبی اشارہ

یہ بھی اللہ کی عجیب قدرت وحکمت کی نشانی ہے ہ باوجودیکہ مسلمان اس ملک میں مجموعی طور پر دوسری قوام سے کم تعداد میں ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے ہماری اس لی کو ملک کے تمام صوبوں میں مساوی نسبت پر تقسیم ہیں کیا، بلکہ بعض صوبوں میں جو جغرافیائی حیثیت سے ہم بھی ہیں، ہم کو دوسروں کے مقابلہ میں اکثریت عطا فرمادی یہ گویا قدرت کی طرف سے پاکستان قایم ر لینے کے امکان کی طرف ایک غیبی اشارہ ہے۔ بہر ال اس کا نام پاکستان رکھو یا حکومت الٰہیہ یا اور کوئی ہ۔ اتنی بات میں کوئی شبہ نہیں کہ مسلمان ایک مستقل قوم ہیں اور ان کے لئے ایک مستقل مرکز کی ضرورت ہے واکثریت و اقلیت کی مخلوط حکومت میں کسی طرح باعمل [illegible] ہو سکتا۔

یہاں کی دونوں قوموں کے مناقشات کا حل بھی اسی توازن کے قایم کرنے میں ہے کہ دونوں کو اپنے اپنے مستقر اور مرکز میں پوری آزادی نصیب ہو اور اس طرح طبعی طور پر دونوں آزاد ریاستیں اپنی اپنی اقلیتوں کے تحفظ کا انتظام درست رکھنے پر مجبور رہوں۔ دونوں مل کر معاہداتی سسٹم کے ماتحت پورے ملک کو خوشحالی اور پُر امن رکھنے کی جدوجہد کریں اور باہمی تعاون سے ملک کو ہر جہتی ترقی دینے میں کوشاں ہوں۔

اگر بدقسمتی سے ایسا نہ ہو اور یہاں کی اکثریت نے مسلمانوں کے مقابلہ میں اپنی تنگ نظری۔ تعصب اور تاریک ترین پست خیالی نہ چھوڑی تو ملک کے لیے آزادیٔ کامل کی توقع رکھنا اپنے نفس کو خود فریب دینا ہے۔ جذباتی لوگ جو چاہیں کہتے رہیں۔ حقیقت پسند جانتے ہیں کہ ایسی صورت میں ایسی امیدیں باندھنا شیخ چلّی کے منصوبوں سے کم نہیں۔ الحاصل آ

قوم سے یہ توقع ہرگز نہ رکھئے کہ وہ انگریز کی سنگل اور اضطراری غلامی کے مقابلہ میں انگریز اور ہندو کی ڈبل اور اختیاری غلامی کو ترجیح دے گی۔

مسلم لیگ اور مسٹر محمد علی جناح

مذکورہ بالا حقائق کے پیشِ نظر آل انڈیا مسلم لیگ سٹر محمد علی جناح کی قیادت میں کھڑی ہوئی ہے۔ کل ہ جو کچھ بھی تھی مگر آج عامہ مسلمین کی شرکت سے اُسے پنا صحیح موقف اور صحیح مقام نظر آ رہا ہے اور وہ اس کے لئے دوڑ دھوپ کر رہی ہے۔ آخر کانگریس بھی اپنے آغاز میں جو کچھ تھی انجام میں وہ نہیں رہی۔

بلاشبہ مسلم لیگ اور اس کے قائدین انسانی ور ہیں اور ان کی بہت سی باتیں ہمارے علماء ے نزدیک قابلِ اعتراض ہیں۔ لیکن ضرورت ہے کہ عوام نیار [illegible] نئے اور اچھے اچھے پختہ علماء وزعماء عوام کی

طاقت سے ان کو مجبور کر دیں کہ وہ امانت داری سے اپنے کو اس منصب کا اہل ثابت کریں جو جمہور کی طرف سے ان کو تفویض ہوا ہے - جہانتک میں اپنی بساط کے موافق اندازہ کر سکا ہوں مجھے یقین ہے کہ مسٹر جناح آج کل کی سیاست کے داؤ پیچ سے مسلمانوں میں سب سے زیادہ واقف ہے - پھر نہ وہ کسی قیمت پر خریدا جاسکتا ہے اور نہ کسی دباؤ کے سامنے سر جھکا سکتا ہے -

میں زمانۂ دراز تک ان مسائل کے اطراف و جوانب پر غور کرتا رہا - فیما بینی و بین اللہ سب اچھے برے پہلوؤں پر نظر کر کے آخر کار اس نتیجہ پر پہنچا کہ اس وقت مسلمانوں کو حصول پاکستان کی خاطر مسلم لیگ کی تائید و حمایت میں حدود شرعیہ کی رعایت کے ساتھ حصہ لینا چاہیے - میں یہ گمان کرتا ہوں کہ اگر اس وقت مسلم لیگ ناکامیاب ہوگئی تو پھر شاید مدت دراز تک مسلمانوں کو اس ملک میں جینے کا موقع نہ ملے گا - اس لیے وقت کی [illegible]

کہ مسلمان مسلم لیگ کے بازو مضبوط کریں اور ساتھ ہی عوام مسلمین ہر قدم پر مختلف عنوانوں سے یہ ظاہر کرتے رہیں کہ ہم نے زعمائے لیگ کا ساتھ اپنے دین اور اپنی اصلی قومیت کی حفاظت کے لیئے دیا ہے۔ اور تمام دینی معاملات میں ہم حاملین دین اور علمائے ربانیین کی آواز کو سب آوازوں پر مقدم دیکھنا چاہتے ہیں۔ اگر خدانہ کردہ ایسا نہ ہوا تو ہم انشاء اللہ ایسے فاسد عناصر سے لیگ کو صاف کرکے دم لیں گے۔ واللہ الموفق۔

مسلم آزادی اور طوطا۔ اور گربۂ مسکین کی مثال

کہا جاتا ہے کہ مسلم لیگ، انگریز کی حکومت اور سیطرۃ آزاد ہونا اور آزادی دلانا نہیں چاہتی۔ بلکہ غیر ذات الشوکۃ ہی کے پیچھے پڑی رہتی ہے۔ اس کے برخلاف کانگریس کا مطمح نظر آزادی کامل ہے اور اس کے لیئے وہ بڑی بڑی قربانیاں کرتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ انسان تو انسان

حیوانات کو بھی آزادی محبوب ہے۔ ایک طوطا جو قفس
میں سالہا سال بند رہے۔ جب قفس کا دروازہ کھولئے
قید سے نکل کر اُڑ جانے کا خواہش مند ہوگا۔ لیکن
اگر وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہو کہ پنجرہ کے گرد گربۂ
مسکیں گشت لگا رہی ہے تو قفس کا دروازہ کھلنے پر بھی
بجائے باہر نکلنے کے اُلٹا قفس کی تیلیوں کو چمٹنے لگے گا
کیونکہ وہ جانتا ہے کہ نکلنے کی صورت میں اصلی زندگی
ہی کا خاتمہ ہے۔

کیا ہو سکتا ہے کہ ہندوستان کے مسلمان آزادی
کے طلبگار نہ ہوں؟ چنانچہ کانگریس کی طرح مُسلم لیگ بھی
آزادی کامل اپنا نصب العین رکھتی ہے۔ لیکن کچھ تو پہلے
سے اور زیادہ تر شملہ کانفرنس کے بعد مسلمان یہ سمجھنے لگے
ہیں کہ ہندو کانگریسیوں کا مقصد ہی کچھ اور ہے۔ ان کی اکثریت
میں ہم مدغم ہو کر آزادی کامل تو کیا حاصل کرتے اپنی قومی
ہستی ہی کو فنا کر بیٹھیں گے۔ جو لوگ ایسا سمجھنے [illegible] آخر

قربانیاں کاہے کے لئے کریں؟ قربانی کوئی مقصد تو نہیں ذریعہ اور وسیلہ ہے۔ اگر حصول مقصد کی توقع اُس سے نہ ہو بلکہ خلاف مقصد کو تقویت پہنچنے کا اندیشہ ہو تو وہ قربانی کس کام کی؟ بقول اکبر مرحوم ؎

ناچیز ہے سکوں تو طلاطم بھی نہیں کچھ
ہم کچھ نہیں یہ سچ ہے مگر تم بھی نہیں کچھ

استعانت بالکفار اور غلبۂ اسلام کی شرط

ہمارے فقہائے حنفیہ نے امام محمدؒ اور امام طحاویؒ رحمہما اللہ سے لے کر علامہ ابن عابدینؒ تک کسی نے اس مسئلہ سے انکار نہیں کیا کہ ایک قوم کے مقابلہ پر دوسرے کفار کو مدد دینا یا ان سے مدد لینا اُسی وقت جائز ہے جبکہ حکم اسلام ظاہر غالب) ہو۔ یہ اسی لئے کہ مسلمانوں کی جانیں اور اموال اسلامی نقطہ نظر سے بیکار ضائع نہ جائیں۔

ب بدائع نے تو یہانتک لکھدیا کہ استعانت بالکفا

علی الکفار ان سے معاہدہ کرنے کے بعد بھی مناسب نہیں۔ کیونکہ ان کے غدر سے کسی وقت مسلمان مامون نہیں۔ علت یہ بیان کی ہے کہ "فان العداوۃ الدینیۃ تحملھم علیہ"۔ کہ نفس مذہبی عداوت ان کو غدر اور بدعہدی پر اُبھارے گی۔ آگے صرف حالت اضطرار کا استثنا فرمایا ہے اور ظاہر ہے کہ اضطرار کا مطلب اس کے سوا کچھ نہیں کہ اس کے سوا کوئی اور رستہ باقی نہ رہے

اب آپ تمام حالات موجودہ کا جائزہ لے کر اندازہ فرمالیں کہ اس وقت ہم اس چیز کے لئے مضطر ہیں یا نہیں۔

سب مل کر لیگ کا پاکستانی راستہ اختیار کر لیں

میری عرض یہ ہے کہ ایک مرتبہ سب مل کر لیگ کا پاکستانی راستہ بھی اختیار کرکے دیکھ لیں۔ کیا بعید کہ سب مسلمان اگر مل کر اور ایک زبان ہو کر ابھی مطالبہ

کریں تو اسی راستہ سے منزلِ مقصود تک پہنچ جائیں۔

اللہ کے فضل و رحمت سے امیدوار رہنا چاہیئے کہ وہ مسلمانوں کے اجتماعی اور اجماعی مطالبہ میں وزن پیدا کر دیگا۔ اور فتح و نصرت شامل حال ہوگی لیکن اس اجماعی و اجتماعی طاقت کا فراہم ہونا ہی وقت کا دشوار ترین مسئلہ بن رہا ہے اور امتہ مسلمہ کا تفرق و تحزب اس حد تک پہنچ چکا ہے کہ ہر ایک مفید تحریک کے پروان چڑھنے میں یہی خلیج آڑے آجاتی ہے۔ ہر جماعت کے غیر ذمہ دار لوگ بلکہ بعض اوقات بعض ناعاقبت اندیش ذمہ دار بھی اس خلیج کو پاٹنے کی بجائے اپنے تغافل یا نااہل سے اور وسیع تر کرنے چلے جاتے ہیں۔

حُسنِ اخلاق کی نصیحت

جب ایک جانب سے قائدِ اعظم کی جگہ کمانڈرِ اعظم

اور ملعون و عیار وغیرہ الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں تو لاکھوں اشخاص کے سینوں میں یہ لفظ تیر و نشتر بنکر لگتے ہیں ۔ دوسری طرف اگر مولانا ابوالکلام آزاد یا مولانا حسین احمد صاحب کے ساتھ کوئی ناشائستہ اور گستاخانہ معاملہ کیا جاتا ہے تو نہ صرف اُن کے معتقدین بلکہ ہزارہا اُن مسلمانوں کے قلب و جگر بھی چھلنی ہو جاتے ہیں جن کو اُن حضرات کے سیاسی مسلک سے اختلاف ہے ۔ کسی جماعت کے کسی بڑے آدمی یا کسی عالم دین کو اس طرح بے آبرو کرنا یا اس پر خوش ہونا پرلے درجہ کی شقاوت اور حماقت ہے ۔ اس سے ساری قوم کی ہوا خیزی، رسوائی، بے عزتی ہوتی ہے اور جو لوگ نیک دلی سے تحریکات میں کسی طرف حصہ لیتے ہیں ان کے لئے یہ چیز ناقابل برداشت حد تک پہنچ جاتی ہے ۔ [illegible] کا

پھر یہ منظر دیکھ کر بہت سے لوگ جو کسی طرف [illegible] بدک

ہیں وہ اپنے ارادے سے رُک جاتے ہیں ۔ اور [illegible] مطال

ہوئے باہر نکلنے لگتے ہیں۔

تمام جماعتوں کے اعاظم رجال کا فرض ہے کہ پوری توجہ اور قوت سے ایسی رکیک حرکات کا انسداد کریں اور حق تعالیٰ کے اس فرمان کو ہمہ وقت پیشِ نظر رکھیں۔ والذین کفروا بعضھم اولیاء بعض۔ الا تفعلوہ تکن فتنۃ فی الارض وفساد کبیر۔

ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا۔ ربنا لا تحمل علینا اصرًا کما حملتہ علی الذین ن قبلنا ربنا ولا تحملنا ما لا طاقۃ لنا بہ۔ اعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت مولٰنا انصرنا علی القوم الکافرین۔

شبیر احمد عثمانی

از دیوبند

۱۷ ذیقعدہ سنہ ۱۳۶۴ھ۔ اکتوبر سنہ ۱۹۴۵ء

علامہ شبیر احمد عثمانی صاحب دیوبند کا
مکتوب
جمعیتہ علمار اسلام کلکتہ کے نام

مورخہ ۱۶ر اکتوبر ۱۹۴۵ء۔ علامہ شبیر احمد عثمانی مدظلہ العالی جمعیتہ علمار اسلام کلکتہ کے نام ایک خط کے جواب کے دوران میں تحریر فرماتے ہیں۔

"بیت الفضل۔ دیوبند" تاریخ ۲۸۔ شوال سنہ ۶۴ھ
مطابق ۶ر اکتوبر سنہ ۴۵ء۔

بلاشبہ یہ وقت مسلم قوم کے لئے بہت نازک ہے اور سیاسی کشمکش بہت اہمیت اختیار کر گئی ہے شاید ایسی فیصلہ کن ساعت یہاں کی صورت حال سے متعلق موجودہ دورِ سیاست میں کبھی پیش نہ آئی تھی جس کا سب سے زیادہ افسوسناک اور رسوا کن پہلو یہ ہے کہ چھوٹی بڑی مسلم پارٹیوں کی باہمی آویزش [illegible]

کا تماشا غبار دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور اسی کو بطور
ایک موثر حربہ کے استعمال کر رہے ہیں۔ یہ بھی عذاب
کی اسی قسم میں داخل ہے جس کی طرف او یلبسکم
شیعًا ویذیق بعضکم بأس بعض۔ میں اشارہ
رمایا ہے۔ لیکن کیا کیا جائے کوئی تدبیر باہمی اختلاف
ور اس عذاب کے پنجے سے نکلنے کی بن نہیں پڑتی
پس کی منافرت بڑھتی جا رہی ہے جو درجۂ عناد
ک پہنچ گئی ہے۔ عظیم ترین قومی مفاد کو چھوٹے چھوٹے
ور محدود نظریات یا شخصی و جماعتی اقتدار کی خواہش
ر قربان کیا جا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی کے قبضۂ قدرت میں ہے کہ قلوب کو
ل ڈالے اور ہر طرف سے ہٹا کر خالص اسلامی نقطۂ
ظر پر سب کی توجہات کو مرکوز کر دے۔

ڑی تیرہ بختی دیکھئے کہ آج ہم کو ہندوستان میں
دا ے کتنا بڑا ہے جبکہ مسلمانوں کا قومی اور سیاسی

استقلال ثابت کرنے کے لئے بھی دلائل کی ضرورت ہے اور اس استقلال کی مخالفت میں خود قوم کے بعض اعضاء ہی سینہ سپر ہو رہے ہیں۔ گویا ان کو اس کا احساس ہی نہیں کہ:۔ ؎

کامیابی خارج از ملت سے ناکامی بھلی
لطفِ دشمن ہی سے شہرت ہو تو گمنامی بھلی

بیوفا سمجھیں تمہیں اہلِ حرم اس سے بچو
دَیر والے کج ادا کہہ دیں یہ بدنامی بھلی

یہ چند جملے اس وقت بے ساختہ قلم سے نکل گئے ورنہ اس عریضہ کا موضوع یہ نہ تھا۔ بہر حال میں آں مکرم سے امیدوار ہوں کہ میری عدمِ شرکت کا عذر وہاں کے ذمہ داروں کو پہنچا دینگے۔ بندہ مسلم قوم کی کامیابی اور نصرت کے لئے دعا کرتا اور یقین رکھتا ہے کہ علماء کا وقار اور ان کی افادی شان کا تحفظ صرف اسی صورت میں ہے کہ وہ کسی دوسری جماعت [illegible]م کے

تابعِ مہمل بنکر نہ رہیں۔ اور سچی بات کہنے میں کسی قسم کے خوف و طمع سے متاثر نہ ہوں۔ والسلام

"شبیر احمد عثمانی از دیوبند"

مطبوعہ عصرِ جدید۔ ۱۶ر اکتوبر ۱۹۴۵ء۔

* * *

الیکشن کے متعلق اہم بیان

"مسلم لیگ جس اصول پر الیکشن لڑ رہی ہے، وہ شرعی اور عقلی حیثیت سے بے غبار ہے"

"اگر الیکشن میں لیگ ہار گئی تو ایک سچا اصول ہمیشہ کے لئے دفن ہو جائے گا"

"اسلام کا مقصد ایک ایسی قوم کی تشکیل ہے جو وطن، نسل، رنگ اور پیشے سے بالا ہو"

جانشین شیخ الہند، مفسر قرآن حضرت علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی مدظلہ العالی کا بصیرت افروز بیان

آج کل الیکشن کی ہماہمی بہت زوروں پر ہے اس معاملہ میں اصل بات تو یہ ہے کہ مجھے کچھ خاص [illegible] نہیں ہے

کونسلوں کے متعلق جس مسئلہ پر ہم نے بیس ٢٠ پچیس ٢٥ سال
پہلے دستخط کیے اور بحثیں کی ہیں۔ اس سے کسی وقت رجوع
نہیں کیا۔ لیکن ہندوستان بلکہ دنیا میں جو طرزِ حکومت
آج رائج ہے اس کی لپیٹ میں طوعاً یا کرہاً سب آ رہے
ہیں۔ بہت مشکل ہے کہ دریا کی موجوں میں گھر کر تر دامنی
سے اپنے کو بچایا جائے۔ اب جبکہ لوگ ناگزیر طور پر الیکشن
ں مبتلا ہو گئے یا مبتلا کر دیئے گئے تو دیکھنا یہ ہے کہ
ونسا پہلو قومی حیثیت سے ہمارے حق میں مفید تر اور
عتبار نتائج کے محفوظ و مامون ہے۔ نہ میں کوئی مفتی ہوں
و فتوی لکھ بھیجوں اور نہ ماہر سیاست ہوں جو ایسے امور کا
بدرانہ فیصلہ کر سکوں۔ ہاں اسلامی برادری کا ایک ادنیٰ جزء ہونے
ی حیثیت سے اپنے اندازۂ علم و فہم کے موافق سوچ
مجھ کر جو رائے قائم ہوئی ہے اپنے مخلصین کے پیہم اصرار
ر بطور عرض کر دیتا ہوں بہت چاہتا تھا کہ اس معاملہ میں
نکال [illegible] رہوں لیکن کچھ تو لوگ خاموش رہنے نہیں

دیتے اور کچھ اس وقت یہ دردناک منظر دیکھ کر کہ دس کروڑ مسلمانوں کی قومی اور سیاسی استقلال کی روح کو کیسی سنگدلی سے مسلمانوں ہی کی چھری سے ذبح کرایا جارہا ہے بالکل خاموش رہنا گوارا نہ ہوا۔ بنابریں مسائل حاضرہ کے متعلق اپنے ناچیز خیالات ایک قدرے مفصل پیغام کے ذریعہ جو جمعیتہ الع اسلام کلکتہ کے نام لکھ کر بھیجا ہے۔ پیش کردیئے ہیں۔ و پیغام انشاءاللہ عنقریب پریس میں آجائیگا۔

اسلام کا مقصد

خلاصہ یہ ہے کہ اسلام کا مقصد اہم اپنے پیرو کے ذریعہ ایک ایسی قومیت کی تشکیل کرنا ہے۔ جو وط نسل، رنگ، پیشہ اور مختلف اقوام کی قائم کردہ معاشر و تمدنی خصائص سے بالاتر ہو۔ ہندوستان میں چونکہ اس عظیم الشان قوم کے عناصر اس قدر عظیم ترین تعداد میں موجود جسکی نظیر کسی دوسرے خطے میں نہیں مل سکتی۔ اس لئے اس

ضروری ہے کہ یہاں اس قوم مسلم کا کوئی آزاد اور مستقل مرکز ہو۔ ایسے مرکز کا قیام دنیا کی موجودہ سیاست کے اصول مروجہ کے ماتحت صرف ان ہی صوبوں میں ممکن ہے جہاں اکثریت مسلمانوں کی ہو۔ اس مرکز کا نام اصطلاحی طور پر "پاکستان" ا کچھ اور ہو۔ بہر حال اسکے قیام سے یہ غرض نہیں کہ خواہ مخواہ ہمسایہ اقوام سے لڑائی مول لی جائے۔ بلکہ ایک مناسب منصفانہ اور معتدل تقسیم کے ذریعہ یہاں کے روزانہ پیش آنے والے فروعی مناقشات کا بڑی حد تک سدِ باب مقصود ہے اور سب سے ا مقصد یہ ہے کہ آزاد اور طاقتور مرکز سے کسی دوسری قوم کے ساتھ صلح یا جنگ کی جو کچھ تجویز ہوگی وہ طاقتور مؤثر اور منظم ہوگی اور پورا ملک ہند جو فوائد وفاقی حکومت سے حاصل زیادہ "پاکستان" اور "ہندوستان" کے نہایت مستحکم معاہداتی سسٹم سے کر سکے گا۔

آنے والا الیکشن

آنے والا الیکشن چونکہ مسلم لیگ اسی اصول پر لڑنا چاہتی

ہے۔ اور دوسری جماعتیں اس کے توڑ پر ہیں۔ اس لیے
اگر بعض ووٹ دینے والے مجھ سے مشورہ چاہتے ہیں۔ یا
چاہیں گے تو میرا ناچیز مشورہ یہی ہوگا کہ اس بارے میں
دونوں جانبوں سے میرے نزدیک مسلم لیگ کی جانب کو
ترجیح ہے۔ لہذا شخصیات سے بے پروا ہو کر اس کے نامز
کردہ امیدوار کو ووٹ دینا چاہیئے۔ بلاشبہ لیگ اور اس کے
قائدین نے اپنے نقطۂ نظر سے غلطیاں کی ہیں اس کا سبب
جہاں ان لوگوں کی احکام شرعیہ سے بے خبری یا لاپروائی
ہے وہیں ہمارے علماء مصلحین کی ان سے کنارہ کشی اور نبر
آزمائی بھی ہے۔ اگر قابل ترین علماء اپنے مذہبی اثرات کے ر
جو عامۂ مسلمین کے قلوب میں وہ اب بھی محسوس کرتے رہتے
ہیں، لیگ کے نظام میں شریک رہتے۔ اور افہام و تفہیم
جمہور کی اخلاقی طاقت سے کام لے کر قائدین لیگ کی بے را
روی کو دور، ان کی غلطیوں کو درست کرنے کی سعیٔ پیہم کرت
تو قابلِ اعتراض چیزیں ختم یا بہت کم ہو جاتیں۔ کیا کانگریس

کے دائرہ میں جہاں ہندو عناصر کے کھلے ہوئے غلبہ سے
کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ مٹھی بھر مسلمان داخل ہو کر تو یہ امید
کر سکتے ہیں کہ مسلمانوں کے معاملات میں ان سب کو
راہِ راست پر لے آئیں گے۔ لیکن مسلم لیگ کے متعلق
جو خالص مسلمانوں کی جماعت ہے ایسی امید کے سب
دروازے بند ہو چکے ہیں۔ یہ چیز کم از کم میری سمجھ سے
باہر ہے۔ اچھا مان لو کہ ایک نے وہ سب غلطیاں کی ہیں
جو اس کی طرف منسوب کی جاتی ہیں۔ مگر کیا ترکوں نے
شرعی نقطۂ نگاہ سے اس سے کچھ کم غلطیوں کا ارتکاب
کیا تھا۔ تاہم جب کبھی کوئی معاملہ ترکی سلطنت کا ہمارے
سامنے آتا ہے تو ہم صرف یہ دیکھتے ہیں کہ ان تمام غلط
کاریوں کے باوجود وہ کلمہ گو ہیں، مسلمان ہیں۔ اس لئے
ہم ہر دوسری غیر اسلامی طاقت کے مقابلہ میں اس کی
طرف جھکتے ہیں۔

* * *

مسلم لیگ مسلم جماعت

آج ہندوستان میں بھی مسلم لیگ کلمہ گو مسلمانوں کی جماعت ہے۔ اس میں ہزار عیب سہی تاہم غیر مسلم قوموں کی نسبت وہ ہم سے قریب تر اور مفید تر ہے ادھر جوں جوں اب عام مسلمان اس میں بکثرت شامل ہوتے جاتے ہیں۔ اس کے قائدین بھی پہلے کی نسبت ذرا احتیاط سے کام کرنے لگے ہیں۔ پھر اس وقت جس اصول پر وہ الیکشن لڑ رہی ہے وہ عقلی اور شرعی حیثیت سے مُرجح اور بے غبار ہے۔ اگر مسلم لیگ موجودہ الیکشن میں ناکامیاب ہو گئی تو قوی اندیشہ ہے کہ ایک سچّا اصول ہی شاید ہمیشہ کے لئے دفن ہو جائے اور مسلمانوں کے قومی و سیاسی استقلال کی آواز فضائے ہندوستان میں پھر کبھی نہ سُنائی دے۔ پاکستان ایک اصطلاحی نام ہے۔ یہ نام سُنکر کسی شخص کو بھی یہ غلط فہمی یا خوش فہمی پیدا نہیں ہونی چاہئے۔

کہ اس خطہ میں فوراً بلاتاخیر خلافت راشدہ یا خالص قرآنی اور اسلامی حکومت قائم ہو جائے گی۔ ضرورت سے زیادہ امیدیں دلانا یا توقعات باندھنا کسی عاقبت اندیش حقیقت پسند کے لئے زیبا نہیں۔ ہاں یہ ضرور کہا جا سکتا ہے کہ پاکستان ایک ایسا ابتدائی قدم ہے جو انجام کار قرآنی اصول کے مطابق احکم الحاکمین کی حکومتِ عادلہ قائم ہونے پر کسی وقت منتہی ہو سکتا ہے۔ جس کے قیام کا نام نہاد قومیت متحدہ کی حکومت کے ذریعہ بظاہر کوئی امکان نہیں۔ کانگریسی ہندو اگر قومیت متحدہ کا نام لے کر یہ ارادہ رکھتے ہیں (جیسا کہ شملہ کانفرنس کے بعد صاف نظر آتا ہے) کہ خود غلام رہتے ہوئے مسلم قوم کو غلاموں کا غلام بنائے رکھیں تو یہ یاد رکھئے کہ اب انشاء اللہ یہ آرزو پوری نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ مسلم قوم آزادی کامل کے بلند بانگ دعاوی کے پس منظر کو بخوبی سمجھ چکی ہے۔ اب اس کو دوبارہ بے وقوف نہیں بنایا جا سکتا۔

لا یلدغ المومن من جحرٍ مرتین

(منشور دہلی ۱۲ر نومبر ۱۹۴۵ء)

آل انڈیا جمعیۃ علماء اسلام کانفرنس کلکتہ

مسلم لیگ کی تائید میں زبردست اور متفقہ تجاویز

آل انڈیا جمعیۃ علماء اسلام کانفرنس ۲۶-۲۷-۲۸-۲۹- اکتوبر ۱۹۴۵ء کو محمد علی پارک- کلکتہ میں عظیم الشان پنڈال میں منعقد ہوئی جس میں پانچ سو سے اوپر علماء مشائخ تمام اطراف ہند سے جمع ہوئے پچاس ہزار سے اوپر مسلمان شریک ہوئے- مولانا ظفر احمد تھانوی خلیفہ حکیم الامۃ مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی صدارت میں منجملہ دیگر تجاویز کے مندرجہ ذیل اہم قرار دادیں ۲۸ر اکتوبر ۱۹۴۵ء کے اجلاس میں اتفاق رائے سے پاس ہوئیں-

(۱)

امت اسلامیہ کا انفراد و استقلال

"موتمر کل ہند جمعیتہ علمائے اسلام (آل انڈیا جمعیتہ علماء اسلام کانفرنس) کا یہ اجلاس اسلام کے اس بنیادی" اساسی عقیدہ کا اور ہر مومن و مسلم کے اس قلبی یقین و اذعان کا اعلان کرتی ہے کہ ملتِ اسلامیہ ایک مستقل، جداگانہ اور آزاد قومیت ہے اور جو کسی حال میں کسی دوسری قومیت یا دوسری قومی تہذیب کا جزو یا تابع نہیں ہو سکتی۔ بنابریں اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے کہ دنیا میں درحقیقت دو ہی قوموں اور دو ہی ملتوں کا وجود ہے۔ ایک قومیت اسلامیہ جو دین و شریعت محمدیہ پر موسس ہے اور دوم قومیت غیر اسلام جو شریعت محمدیہ کی جامعیت، کاملیت، حاکمیت، اور خاتمیت کے انکار پر قائم ہے اور یہی مطلب ہے "الکفر ملة واحدة" اور "انہ لا نبی بعدی" کی تعلیم نبوی کا۔ اور یہی مقصود ہے قرآن پاک کی آیت وکذالک جعلناکم امة

وسطا لتکونوا شہداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیدا۔ وما جعلنا القبلۃ التی الخ کے نص قطعی کا، جو امت محمدیہ کو امۃ وسطا اور ساری انسانیت کے لئے نمونہ اور گواہ قرار دیتی ہے اور رسولؐ کو امت کے لئے نمونہ و گواہ قرار دیتی ہے اور جس کا مرکز قومیت و ملت کے لئے ایک عالمگیر قبلہ، کعبہ مکرمہ کو قرار دیتی ہے۔

موتمر کل ہند جمعیۃ علماء اسلام یہ اعلان کرتی ہے کہ دو قوموں کا نظریہ دراصل اسلام کا اعلان ہے اور کسی انسان کی ایجاد نہیں ہے۔ بنابریں یہ اجلاس دس کروڑ مسلمانان ہند کو دوسری غیر مسلم اقوام ہند کے مقابلہ میں ایک مستقل قومیت یقین کرتا ہے۔ لیکن ایسی قومیت جس کی بنیاد اسلامی ملت اور اسلامی شریعتِ حقہ کے اصول پر قایم ہے، نہ رنگ و نسل و وطن و مرز بوم یا کسی مادی اساس پر۔

(۲) عالمگیر خلافت اسلامی علیٰ منہاج نبوت محمدی کا نصب العین!

موتمر کل ہند جمعیتہ علماء اسلام (آل انڈیا جمعیتہ علماء اسلام کانفرنس) کا یہ اجلاس اعلان کرتا ہے کہ ملت اسلامیہ کا سیاسی و دینی نصب العین عالمگیر خلافت اسلامی علیٰ منہاج نبوت محمدی کی تاسیس اور شریعت اسلامیہ کے نظام کا قیام ہے اور لازم و ضروری ہے کہ مسلمان انفرادی و اجتماعی طور پر اس نصب العین کو حاصل کرنے اور تاسیس خلافت کے ذریعہ عالم اسلام کی مرکزیت قایم کرنے کے لئے فی سبیل اللہ جدوجہد جاری رکھیں، موتمر اپنے اس ایمان کا اعلان کرتی ہے کہ عالم اسلام کیلئے اسکے سوا کوئی مفر نہیں ہے اور انسانیت کی نجات اسکے سوا ممکن نہیں ہے کہ خلافت اسلامیہ علیٰ منہاج نبوت محمدیہ کی عالمگیر سلطنت و دستور اساسی دنیا میں قائم کیا جائے۔

(۳) پاکستان واحد راہ آزادی و استخلاص ہے۔

موتمر کل ہند جمعیتہ علماء اسلام (آل انڈیا جمعیتہ علماء اسلام کانفرنس) کا یہ اجلاس ان مخصوص حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے جس میں ملت اسلامیہ اس برکوچک ہند میں گھری ہوئی ہے اعلان کرتا ہے کہ غلبۂ کفار

و استیلائے کفر سے نکلنے اور مسلمانوں کی آزادی و استخلاص اور دین و شریعت کی حفاظت و مدافعت کرنیکی عملی صورت یہی ہے کہ مسلمانانِ ہند، اکھنڈ بھارت اور آل انڈیا فیڈریشن کی سختی سے مخالفت کریں اور پاکستان و تقسیم ہندوستان کے مطالبہ کی جو آل انڈیا مسلم لیگ کی نمایندہ جمعیۃ المسلمین نے مسلم قوم کی طرف سے پیش کیا ہے پُرزور تائید کریں اور اسکے حاصل کرنے کیلئے تمام طاقتوں کو مسلم لیگ کے زیر ہدایت منظم کریں

(۴) آل انڈیا مسلم لیگ اور مسٹر محمد علی جناح کی خدمات جلیلہ کا پُر محبت اعتراف

آل انڈیا جمعیۃ علماء اسلام کانفرنس کا یہ اجلاس اُن خدمات جلیلہ کا پُرزور اعتراف کرتا ہے جو گذشتہ سالوں میں آل انڈیا مسلم لیگ نے ملت اسلامیہ ہند کے ملی انفراد و استقلال کو قائم کرنے اور مسلمانوں کو بحیثیت مسلمان ایک مستقل قوم کی حیثیت سے کھڑا کرنے اور استقلال اسلام کا اعلان کرنے کیلئے ساری قوم کو جمہوری اساس پر منظم کرنے اور مخالف طاقتوں کے مقابلہ میں جدو جہد جاری کرنے کیلئے نہایت درجہ حوصلہ شکن حالات میں انجام دی ہیں۔ ملت اسلامیہ کی تنظیم اور مدافعت اور اسکی استقلال کیلئے مسلم لیگ اور اسکے صدر محترم مسٹر محمد علی جناح کی

و مشائخ کی طرف سے انکی خدمت میں مخلصانہ شکریہ پیش کرتا ہے۔ انکو
اپنی محبت و ہمدردی اور عملی تائید کا یقین دلاتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ
انکی عمر، صحت، ایمان اور عزم میں برکت دے اور انکو زیادہ سے زیادہ ملت
کی خدمت کی توفیق دے۔ (۵) **مسلم لیگ مسلم ہند کی نمایندہ ہے**
آل انڈیا جمعیۃ علماء اسلام کا یہ اجلاس آل انڈیا مسلم لیگ کو ملتِ اسلامیہ
ہند کی واحد نمایندہ سیاسی، قومی مجلس اور سیاسی ترجمان تسلیم کرتا ہے اور تمام
برادران اسلام سے عموماً اور علماء و مشائخ سے خصوصاً درخواست کرتا ہے کہ
وہ مسلم لیگ اور اسکے اصولِ حقہ کی ہر طرح تائید فرمائیں اور مسلمانوں کی اجتماعی
و ملی آواز کو مضبوط سے مضبوط تر بنائیں۔ (۶) **انتخابات اسمبلی و
کونسل میں مسلم لیگ کی تائید کرنا فرض ہے**۔ موتمر کل ہند جمعیۃ
علماء اسلام (آل انڈیا جمعیۃ علماء اسلام کانفرنس) کا یہ اجلاس تمام مسلمانوں
خصوصاً جملہ مسلم رائے دہندگان (ووٹر) سے درخواست کرتا ہے کہ وہ آئندہ
انتخابات اسمبلی و کونسل میں صرف ان امیدواران کی تائید فرمائیں اور ووٹ دیں
جنکو مسلمانوں کی مسلمہ آل انڈیا سیاسی قومی مجلس آل انڈیا مسلم لیگ نامزد
کریگی۔ وہ کسی حال میں کسی ایسے شخص کی تائید نہ کریں جو مسلمانوں کی اس
مسلمہ سیاسی و ملی جماعت مسلم لیگ کے ضبط و نظام کے خلاف خود آزادانہ یا کسی دوسری

اسلام اور مستقبل قوم کے مقاصد کے سخت خلاف ہے کیونکہ پاکستان کے سوال کا فیصلہ بڑی حد تک ان انتخابات کے نتائج پر منحصر و موقوف ہے۔

دستخط ظفر احمد عثمانی تھانوی صدر اجلاس

حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی کا مدلل و مسکت جواب۔ مولانا حسین احمد صاحب کا بے بنیاد و بے دلیل فتویٰ۔

نئی دہلی ۲۷ اکتوبر ۱۹۴۵ء۔ مولانا حسین احمد صاحب نے مسلم لیگ میں مسلمانوں کی شرکت کو حرام قرار دیتے اور قائدِ اعظم کو "کافرِ اعظم" کا لقب دیتے ہوئے حال میں جو فتویٰ دیا تھا اسکا مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی دیوبندی نے اپنے مکتوب میں جو دہلی کے ایک روزنامہ میں شائع ہوا ہے حسبِ ذیل جواب دیا ہے۔ مولانا موصوف مولانا حسین احمد صاحب کے فتویٰ کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ وہ مسلم لیگ کی شرکت کو احکام شریعت کے خلاف قرار دیتے ہیں۔ مجھ کو معلوم نہیں کہ انہوں نے اسکے کیا دلائل شرعیہ پیش کئے ہیں۔ محض کسی عالم کے اتنا لکھ دینے سے کہ فلاں چیز ناجائز ہے دوسرے علماء کیسے ساکت ہو سکتے ہیں؟ دلائل سامنے ہوں تو اُن پر کہا جائے۔ مجھے تو عدم جواز کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ غلطیاں اور کوتاہیاں کس جماعت اور کس شخص سے نہیں ہوتیں۔ ہمارے بڑے بڑے مقدس ادارے بھی اس سے مستثنیٰ نہیں۔ لیکن یہ چیز اسکا سبب نہیں بن سکتی کہ ادارے میں شرکت ہی حرام [illegible] درآنحالیکہ اسکے فوائد اور منافع اسکے مضار اور نقصانات سے زائد ہوں۔

مسلم قوم کی مستقل ہستی لیگ نے منوائی ہے۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ تمام امور سے قطع نظر کرکے اگر لیگ کے وجود سے اتنا کام ہو گیا کہ مسلم قوم کی مستقل ہستی اور اسکی غیر مخلوط صاف آواز بھی انگریز اور ہندو، دونوں کے نزدیک تسلیم ہو گئی اور تھوڑی سی مدت میں بدون بہت وہ نقصان اٹھائے دنیا نے ہندوستان کے اندر ایک تیسری طاقت کے وجود کا اعتراف کر لیا۔ بلکہ لیگ اور کانگریس